نقطۂ نظر

انسانی اعضاء کی پیوند کاری

چوہدری خالد نذیر (اسلام آباد)

طبی علوم بالخصوص سرجری کے میدان میں حیرت انگیز ترقی ہوئی ہے۔ انسانی اعضاء کی تبدیلی ایک عام سی چیز تصور کی جانے لگی ہے لیکن کوئی بھی چیز اللہ بزرگ و برتر کے بنائے ہوئے دستور و قواعد سے ہٹ کر کی جائے تو اس کا لازمی نتیجہ گوناگوں مشکلات کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ مغربی ممالک جو اس جدید علمی ترقی کا منبع ہیں، وہاں کم از کم یہ شعور موجود ہے کہ اگر کسی چیز کے نتائج غلط نکلیں تو اس بارے میں جلد از جلد حدود و قیود طے کر کے واپسی کا راستہ اختیار کیا جاتا ہے۔

الحمدللہ ہم مسلمانوں کو یہ صورت پیش نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کتاب ہدایت کے ذریعے ایسے اصول و قوانین عطا فرمائے ہیں کہ یہ دستور حیات ابد تک راہنمائی کرنے کیلئے کافی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس دستور حیات کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں اور معاملات میں اس کے بتائے ہوئے راہنماء اصولوں پر عمل کریں۔ انسانی اعضاء کی پیوند کاری ایک اہم معاملہ ہے اس سے متعلق باقاعدہ قواعد و ضوابط وضع کرنا نہایت ضروری ہے۔ جس کیلئے لازم ہے کہ اس بارے میں شریعۃ اسلامیہ سے رجوع کیا جائے اور احکامات الٰہی کی روشنی میں ضوابط معلوم کئے جائیں۔

انسانی اعضاء کی پیوند کاری کی دو صورتیں ہیں۔

اولاً: کسی زندہ شخص کا کسی عضو کا عطیہ کرنا

ثانیاً: کسی شخص کا یہ وصیت کرنا کہ اس کے مرنے کے بعد وہ عضو اس کے جسم سے نکال کر کسی دوسرے ضرورت مند شخص کو لگا دیا جائے۔

صورت اول میں ایک زندہ شخص زندہ حالت میں اپنا کوئی عضو کسی دوسرے شخص کو منتقل کرتا ہے۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ شریعۃ اسلامیہ کی روشنی میں انسان کی ذات اور

حیثیت کو معلوم کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولقد کرمنا بنی آدم — اور بیشک ہم نے اولاد آدم کو عزت بخشی۔ (۱)

ولاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ — اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو (۲)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ومن قتل نفسہ بحدیدۃ عذب بھا فی نار جھنم

یعنی جس نے اپنے آپ کو کسی تیز دھار آلے سے قتل کیا اس کو جہنم کی آگ میں اسی (تیز دھار آلے) سے عذاب دیا جائے گا۔ (۳)

ایک دوسری جگہ فرمایا

کا برجل جراح فقتل نفسہ فقال اللہ تعالیٰ بدرنی عبدی بنفسہ حرمت علیہ الجنۃ

کوئی آدمی زخمی تھا (اس نے اپنے زخموں سے تنگ آ کر) اپنے آپ کو قتل کر ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے اپنے لئے مجھ سے جلدی کی اس پر جنت حرام ہو گئی ہے (۴)

ابن حجر عسقلانیؒ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کسی شخص کا اپنے نفس کے خلاف جرم ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی دوسرے شخص کے خلاف۔ دونوں کا گناہ برابر ہے کیونکہ وہ خود اپنے آپ کا مالک نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ لہذا اس میں اس کیلئے تصرف جائز نہیں ہے۔ (۵)

اسی مضمون کی اور حدیث ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی یخنق نفسہ یخنقھا فی النار والذی یطعنھا یطعنھا فی النار

جو اپنا گلا گھونٹ کر اپنے آپ کو ہلاک کرتا ہے اور جو نیزے سے اپنے آپ کو مارتا ہے آگ میں بھی اپنا گلا گھونٹتا اور نیزے سے مارتا رہے گا (۶)

نبی کریم ﷺ نے مزید فرمایا

قال اللہ تعالیٰ ثلثۃ انا خصمھم یوم القیامۃ رجل اعطی بی ثم غدر ورجل باع حراً فأکل ثمنہ ورجل استاجر اجیراً فاستوفی منہ ولم یعط اجرہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تین آدمیوں کا قیامت کے دن میں خود مد مقابل ہوں گا۔ ایک وہ آدمی جس

نے میرے نام پر وعدہ کیا مگر پھر گیا اور (دوسرا) وہ آدمی جس نے کسی آزاد شخص کو (غلام بنا کر) بیچا اور اس کی قیمت کھائی اور تیسرا وہ شخص جس نے کسی کو اجرت پر رکھا، کام لیا مگر اجرت ادا نہ کی (۷)

فقہاء کرام متفقہ طور پر انسانی اعضاء کی بیع وشراء اور استعمال کو حرام قرار دیتے ہیں۔

امام کاسانیؒ فرماتے ہیں

اضطراری کیفیت میں بھی کسی مسلمان کا قتل کرنا یا اس کا کوئی عضو قطع کرنا جائز نہیں (۸)

شرح جامع الصغیر میں ہے

الانسان مکرم فلا یجوز ان یکون منه شئی مبتذل

انسان مکرم ہے لہذا یہ جائز نہیں کہ اس کی کسی چیز پر تصرف کیا جائے (۹)

بیع وشراء

انسان اور انسانی اجزاء کی بیع قطعی حرام ہے۔ بدائع الصنائع میں ہے۔

البیع مبادلة المال بالمال فلا ینعقد بیع الحرلا نه لیس بمال

شرائط بیع میں سے ہے کہ مبیع مال ہو کیونکہ بیع کا مطلب مال کے ساتھ مال کا تبادلہ ہے۔ لہذا آدمی کی بیع جائز نہیں کیونکہ وہ مال نہیں (۱۰)

امام شیبانیؒ فرماتے ہیں

لایجوز بیع لبن امرأة فی قدح ولایجوزبیع شعرالانسان والانتفاع به

عورت کے دودھ کی پیالے میں بیع جائز نہیں اور نہ ہی انسانی بالوں کی بیع اور ان سے استفادہ جائز ہے (۱۱)

انسانی اعضاء کی بیع وشراء فقہاء کے نزدیک متفقہ طور پر حرام ہے اس پر فقہاء کا اجماع ہے (۱۲)

عطیہ وھبہ

انسان اور انسانی اعضاء کی جس طرح خرید وفروخت حرام ہے اسی طرح ھبہ بھی ناجائز ہے۔ بدائع الصنائع میں ہے۔

منهاان يكون مالامتقوماًفلاتجوزهبةماليس بمال اصلاً كالحروالميتةوالدم وصيدالحرام والاحرام والخنزيروغيرذلک
ہبہ کی شرائط میں سے ہے کہ جو چیز ہبہ کی جارہی ہے وہ مال متقوم ہو۔لہذا ایسی چیز کا ہبہ جائز نہیں جو اصلاًمال کی تعریف سے خارج ہو جیسے آدمی، مردار، خون، حرم اور احرام کا شکار اور خنزیر وغیرہ۔(۱۳)

حالت اضطرار اور انسانی اعضاء سے انتفاع؟

انسانی اعضاء اور گوشت کا استعمال حالت اضطرار میں بھی جائز نہیں۔

وحرم مالک أکل لحم الانسان فی حالة الضرورةولوکان مهدرا.

امام مالک کے نزدیک حالت ضرورت میں بھی انسان کا گوشت کھانا حرام ہے۔اگرچہ وہ آدمی (کسی جرم کی بناء پر) مباح الدم ہی کیوں نہ ہو(۱۴)

المبسوط میں ہے

المضطرکمالا یباح له قتل الانسان لیأکل من لحمه لایباح له قطع عضو من اعضاءه

مضطر شخص کیلئے نہ یہ جائز ہے کہ وہ اپنی بھوک مٹانے کیلئے کسی دوسرے شخص کو قتل کرے تاکہ اس کا گوشت کھالے اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ اپنے ہی اعضاء میں سے کوئی عضو کاٹ کر کھالے(۱۵)

امام سرخسی مزید فرماتے ہیں

حرمة الاعضاء کحرمة النفس — یعنی اعضاء کی حرمت، حرمت نفس ہی کی طرح ہے(۱٦)

بزازیہ حاشیہ ھندیہ میں ہے

مضطرلم یجدمیتة وخاف الهلاک فقال له رجل اقطع یدی وکلها:اوقال اقطع عنی قطعة وکلهالایسعه ان یفعل ذالک لاًیصح امره به کما لا یسع للمضطران یقطع قطعة من لحم نفسه فیاکل

ایک شخص جو حالت اضطرار میں ہے اس کے پاس کھانے کیلئے کچھ نہیں حتیٰ کہ مردار بھی نہیں ایسی حالت میں اسے ایک شخص کہتا ہے کہ میرا ہاتھ کاٹ لو اور کھا کر (اپنی جان بچالو) یا

کھے میرے جسم سے کچھ گوشت کا ٹکڑا کاٹ لو اور کھا کر (اپنی جان بچالو) تو اس کا یہ فعل جائز نہیں اسی طرح جو شخص حالت اضطرار میں ہے اس کیلئے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ اپنے جسم میں سے اپنے گوشت کا ٹکڑا کاٹ کر کھالے (۱۷)

تداوی اور علاج

اجزاء آدمی کا استعمال بطور علاج اور تداوی بھی جائز نہیں۔ امام محمد فرماتے ہیں۔

لابأس بالتداوی بالعظم اذا کان عظم شاة اوبقرة اوبعیراوفرس اوغیره من الدواب الاالخنزیروالادمی.

ہڈی کے بطور علاج استعمال میں کوئی حرج نہیں جبکہ یہ ہڈی کسی جانور کی ہو جیسے گائے، گدھا، گھوڑا وغیرہ مگر خنزیر اور آدمی کی ہڈی سے علاج جائز نہیں۔ (۱۸)

مذکورہ بالا آیات کریمہ، احادیث شریفہ اور ائمہ فقہ کی آراء سے درج ذیل باتیں بالقطع ثابت ہوتی ہیں۔

۱۔ انسان اپنی ذات میں مکرم، اشرف اور محترم ہے۔

۲۔ یہ کہ انسان اپنی جان کو ختم نہیں کرسکتا۔ کل کا تلف کرنا جائز نہیں۔ لہذا جزء کا تلف کرنا بھی ناجائز ہے۔ اسی لئے خود کشی بالاجماع حرام ہے۔

۳۔ انسانی شرف و کرامت کی وجہ سے اس کے اعضاء سے بشمول بال اور ہڈیوں سے کسی بھی صورت میں استفادہ و انتفاع حرام ہے۔

۴۔ انسانی جسم مال کی تعریف سے خارج ہے۔ لہذا اس کی بیع و شراء ناجائز ہے۔

۵۔ جس طرح انسان اور اس کے اعضاء انسانی کی بیع و شراء حرام ہے اسی طرح انسانی اعضاء کا تحفہ یا ھبہ کرنا بھی ناجائز ہے کیونکہ جس چیز کو ھبہ کیا جائے اس کا مال متقوم ہونا ضروری ہے۔

۶۔ انسانی اعضاء کا استعمال بطور علاج بھی جائز نہیں کیونکہ یہ بات انسانی شرف و تکریم کے خلاف ہے کہ اسے بطور دوا و علاج استعمال کیا جائے۔

۷۔ اضطرار کی حالت میں بھی کسی انسان کیلئے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے انسان کا عضو کاٹ کر اپنی جان بچائے۔

انسانی اعضاء کی پیوند کاری ایک اہم مسئلہ ہے۔لہذا اس کے شرعی پہلو پر دور حاضر کی مقتدر مجالس علماء نے مختلف اوقات میں غور و فکر کیا ہے۔اس بارے میں ان کی آراء، قراردادیں، فیصلے برائے ملاحظہ پیش ہیں۔

مجلس علماء کراچی

۱۹۶۷ء میں مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی زیر نگرانی علماء کی ایک مجلس قائم ہوئی جس میں کراچی کی تین ممتاز دینی درسگاہوں، دار العلوم کراچی، مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن اور اشرف المدارس ناظم آباد کراچی کے ماہر اہل فتوی شریک ہوئے۔ اس مجلس نے مریض کو خون دینے اور تبادلہ اعضاء انسانی" کے مسائل پر غور کیلئے اندرون ملک و بیرون ملک اہل فتوی کے پاس سوال نامہ بھیج کر ان کی تحقیقات جمع کیں اور باہم بحث و تمحیص کے بعد درج ذیل رائے دی۔

"اسلام نے ایک انسان کے اعضاء کو دوسرے انسان کیلئے استعمال کرنا اس کی رضامندی اور اجازت کے ساتھ بھی جائز نہیں رکھا اور نہ کسی انسان کو یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنا کوئی جزو دوسرے کو معاوضہ پر یا بلا معاوضہ دے دے۔انسان کو حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا خاص مظہر بنایا ہے اور اس کے بدن میں بولنے، دیکھنے، سننے، سمجھنے وغیرہ کیلئے ایسی نازک خود کار مشینیں لگا دی ہیں کہ سائنس جدید و قدیم مل کر بھی اس کا کوئی حصہ نہیں بنا سکتے۔
انسان کا وجود در حقیقت ایک چلتی پھرتی فیکٹری ہے جس میں سینکڑوں نازک مشینیں کام کر رہی ہیں۔ یہ سب مشینیں ان کے پیدا کرنےوالے نے انسان کو ودیعت وامانت کے طور پر دی ہیں۔ اس کو ان چیزوں کا مالک نہیں بنایا۔البتہ امانت کے طور پر دینے والے کریم مولا نے اس سرکاری مشینوں کے استعمال کی ایسی آزادانہ طاقت واجازت دے دی ہے کہ اس سے اس کو یہ دھوکہ لگ جاتا ہے کہ میں اپنی جان اور اپنے اعضاء کا خود مالک ہوں مگر حقیقت حال یہ نہیں اسی وجہ سے انسان کو جس طرح خود کشی کرنا حرام ہے اسی طرح اپنا کوئی عضو کسی دوسرے کو رضا کارانہ طور پر بلا معاوضہ لیکر دے دینا بھی حرام ہے۔فقہاء نے قرآن وسنت کی واضح نصوص کی بنا پر فرمایا ہے کہ جو شخص بھوک پیاس سے مر رہا ہے اس کیلئے مردار جانور اور ناجائز چیزوں کا کھانا پینا تو بقدر ضرورت جائز ہوجاتا ہے مگر یہ

بات اس وقت بھی جائز نہیں کہ کسی دوسرے زندہ انسان کا گوشت کھالے اور نہ کسی انسان کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنا گوشت یا کوئی عضو دوسرے انسان کو بخش دے کیونکہ خرید و فروخت یا بخشش و ھدیہ اپنی ملک میں ہوسکتا ہے روح انسانی اور اعضاء انسانی اس کی ملک نہیں جو وہ کسی کو دے سکے۔(۱۹)

اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

اسلامی نظریاتی کونسل نے ۱۹۸۴ء میں حکومت کے استفسار پر انسانی اعضاء کی تبدیلی و پیوند کاری کے مسئلے پر درج ذیل رائے کا اظہار کیا۔

(۱) نظام قدرت میں یہ دخل اندازی کے مترادف ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام اعضاء اور صلاحیتوں کے ساتھ ایک اکائی کے طور پر پیدا کیا ہے۔ اس اکائی میں سے کوئی جزء الگ کرلیا جائے تو یہ اکائی مکمل حالت میں باقی نہیں رہتی، بلکہ ناقص رہ جاتی ہے۔

(۲) شریعت کی رو سے انسانی جسم کسی کی ملکیت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ودیعت ہے اور انسان کو اس ودیعت میں قطع و برید کا حق حاصل نہیں اور اس بناء پر فقہاء اسلام میں کوئی فرقہ بھی اس عطیہ کو جائز نہیں سمجھتا۔

(۳) زندہ انسانی جسم میں کسی عضو کے قطع کردینے سے اس جسم کی بحیثیت اکائی صلاحیت کار دائماً متاثر ہوتی ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے دودو اعضاء کی خرید و فروخت کا مذموم کاروبار شروع ہوجائے گا جس سے اشرف المخلوقات کا جسم بھی بھیڑ بکریوں کی طرح بکاؤ مال بن کر رہ جائے گا۔ جیسا کہ انسانی خون کا کھلے بندوں کاروبار ہورہا ہے۔ اسی طرح پاکستان میں متمول حضرات کی طرف سے یہ اشتہارات آرہے ہیں کہ جو اپنا گردہ دے گا اس کو ایک لاکھ روپیہ معاوضہ دیا جائے گا۔ لھذا سد ذریعہ کے طور پر بھی زندہ انسان کے جسم اور اعضاء کو کاروباری تعامل کا موضوع بننے سے روکنا ضروری ہے"

جہاں تک (ب) میں مذکورہ صورت کا تعلق ہے کسی میت کی وصیت کے مطابق اس کی موت واقع ہوجانے کے بعد اس کا عضو قطع کیا جاسکتا ہے۔

اس وصیت کی حیثیت اصطلاحی وصیت کی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد موصی (وصیت کرنے والا) شخص کی یہ خواہش ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے اعضاء اس کے کام نہیں آئیں گے اور ان سے کسی دوسرے ضرورت مند مضطر شخص کو فائدہ ہونے کی توقع ہے۔ اگر اس کی اس خواہش کی تکمیل سے دوسرے شخص کو فائدہ حاصل ہوسکے تو اس کی یہ خواہش اس کے مرنے کے بعد پوری کی جاسکتی ہے (۲۰)

۳۔ اسلامی فقہ اکیڈمی۔ جدہ

اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ نے فروری ۱۹۸۸ء میں اس بارے میں غوروخوض کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی۔

"ایک انسان کے جسم سے دوسرے انسان کے جسم میں ایسے عضو کی منتقلی جائز ہے جو خود بخود دوبارہ وجود میں آتا رہتا ہے، خون، کھال وغیرہ (۲۱) "دوسرے لفظوں میں جو اعضاء خود بخود دوبارہ وجود میں نہیں آتے ان کی منتقلی حرام ہے۔

عملی طور پر منتقلی اعضاء کے انتہائی خطرناک نتائج سامنے آئے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ اس چیز نے ایک کاروبار کی صورت اختیار کرلی ہے۔ بعض حالات میں اس سے ظلم وتعدی کی دردناک صورتیں سامنے آئی ہیں۔ اس کی کچھ مثالیں پیش خدمت ہیں۔

۱۔ روزنامہ پاکستان

روز نامہ پاکستان، لاہور کی ۲۷ دسمبر ۱۹۹۱ء کی اشاعت میں موت کی تجارت کے عنوان سے تبدیلی اعضاء کے بارے میں رپورٹ شائع ہوئی جس میں اس معاملہ کے مختلف پہلوؤں پر بالتفصیل روشنی ڈالی گئی ہے۔ برائے ملاحظہ پیش ہے۔

"جنوبی بھارت میں مدراس کے قریب ملی ولگام گاؤں کی آبادی تین ہزار نفوس پر مشتمل ہے اور یہاں کا ہر بالغ صرف ایک گردے پر جی رہا ہے۔ ظاہر ہے دوسرا گردہ وہ کسی حاجت مند کو فروخت کرچکا ہے۔ یہ انسانی المیہ یعنی انسانی اعضاء کی تجارت ان دنوں بھارت میں خوب عروج پر ہے۔ غربت وافلاس اور بے روزگاری کے مارے لوگ، اپنے دکھوں کا علاج منبع حیات یعنی دل کے بعد انسانی جسم کے دوسرے اہم ترین، عضو کی فروخت سے کررہے ہیں۔ طبی سائنس کی ترقی نے "منتقلی اعضاء" کو باقاعدہ ایک کاروبار کی شکل دینے

میں بڑی مدد کی ہے۔ مثلاً اگر منتقلی اعضاء ممکن نہ ہوتی تو ظاہر ہے کہ بائع و مشتری نہ ہوتے۔ ستم بالائے ستم کہ اس میدان میں انسانی اعضاء کے کمیشن ایجنٹ اور آڑھتی بھی پیدا ہوگئے ہیں۔ بھارتی شہریوں کے گردوں کے سب سے بڑے بلکہ واحد خریدار عرب ہیں۔ لندن سے شائع ہونے والے عربی کے کثیر الاشاعت ہفت روزے "المجلہ" نے اس ضمن میں ایک خصوصی رپورٹ شائع کی ہے جس میں اس نے یہ خوفناک انکشاف کیا ہے کہ بھارت سے گردے خریدنے والے عرب "موت کی تجارت" میں ملوث ہیں۔ اور "ایڈز" خرید رہے ہیں

۔رپورٹ کی تلخیص

"ایک تامل ماں نے اپنی بہن کی شادی کیلئے 3,700 ڈالر (تقریباً 90 ہزار روپے) میں اپنا ایک گردہ فروخت کردیا۔ اس میں سے اس نے دس فیصد "آڑھتی" کو ادا کئے۔ اس کے خاوند کی کل ماہانہ آمدنی چھ سو روپے ہے۔ اتنی قلیل آمدنی میں اس کے کنبے کے چار افراد گزر بسر کر رہے ہیں۔ اور المیہ یہ ہے کہ زندگی کی ضرورتوں اور حالات سے مجبور ہو کر گردہ بیچنے والی اس خاتون کو صرف ۳۵ یا ۳۶ ہزار ملے۔ باقی درمیانی "واسطوں" کی نذر ہوگئے۔ تاہم بھارت میں گردوں کی خریدوفروخت کا یہ کاروبار عالمی حلقوں سے پوشیدہ نہیں ہے اور بین الاقوامی سطح پر یہ آوازیں اٹھنا شروع ہو گئی ہیں کہ اس انسانی تجارت کو بند کیا جائے۔ بھارت کے بنیا ذہن نے گردوں کی خریدوفروخت سے فائدہ اٹھانے کا بھی ایک طریقہ دریافت کرلیا ہے انہوں نے بمبئی اور مدراس میں منتقلی گردہ کے بڑے بڑے ہسپتال کھول دیئے ہیں۔ "گاہکوں" کو پھنسانے کیلئے (جو ہمیشہ عرب ہوتے ہیں) دلالوں سے کام لیا جاتا ہے۔ جو خصوصی طور پر مشرق وسطی کے ملکوں میں بھیجے جاتے ہیں۔ چونکہ عرب ملکوں میں اعلانیہ یا اشتہار سے انسانی اعضاء بشمول گردہ کی خریدوفروخت ممنوع ہے ان کے دلال عرب ملکوں سے ایسے مریضوں کی تلاش کرتے ہیں جنہیں گردہ بدلوانا مطلوب ہوتا ہے۔ پھر معقول کمیشن کے عوض ان کی اس ضرورت کا ذمہ لے لیا جاتا ہے یعنی سفر، قیام وطعام، اپریشن گردے کا حصول وغیرہ وغیرہ۔

"بمبئی اور مدراس کے ان ہسپتالوں کی رونق عربوں کے دم قدم سے ہے۔ کاروبار میں سب سے زیادہ نفع میں ہسپتال (جن کے مالکان ھندو ہوتے ہیں) اور سب سے زیادہ گھاٹے میں گردہ دینے والا ہوتا ہے۔ مریض اور کمیشن ایجنٹ مساوی مستفید ہوتے ہیں لیکن اب

معلوم ہوا ہے کہ گردہ لینے والا ایک نہایت ہی موذی مرض ایڈز کا شکار بھی ہو جاتا ہے۔ بعض طبی رپوٹوں اور اعداد و شمار سے اس المناک حقیقت کا انکشاف ہوا ہے کہ بھارت میں ہونے والے منتقلی گردہ کے بیشتر اپریشن ناکام ہوئے ہیں۔ یہ مریض ہزاروں ڈالر خرچ کرنے کے بعد جب واپس جاتے ہیں تو ان کی حالت پہلے سے بھی خراب ہوتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بمبئی یا مدراس جا کر گردہ بدلوایا ہے ان کے تفصیلی معائنہ سے یہ ہوشربا انکشاف ہوا ہے کہ نہ صرف یہ کہ گردہ کی پیوند کاری غلط ہوئی ہے بلکہ گردہ "ایڈز زدہ" بھی تھا۔ اطباء کے مطابق عرب دنیا میں "ایڈز" اس راہ سے بھی داخل ہو رہا ہے (۲۲)

۲- روزنامہ جنگ ۲۱ مارچ ۱۹۹۲ء

ایک رپورٹ کے مطابق "ارجنٹائن کے ایک پاگل خانہ میں مریضوں کے جسمانی اعضاء کاٹ کر بیچ دیئے جاتے ہیں۔ گزشتہ ۱۵ برس کے دوران تقریباً ۱۳۲۱ مریض ہلاک اور ۱۳۹۵ غائب ہو چکے ہیں۔ ایک دن ایک مریض گہرے کنویں میں لٹکا اور گر کر ڈوب گیا۔ جب اس کی نعش نکالی گئی تو معلوم ہوا کہ اس کا گردہ کاٹ کر پہلے ہی بیچا جا چکا ہے۔ تفتیش سے معلوم ہوا کہ ہسپتال کا سارا عملہ اس کاروبار میں ملوث ہے جو زندہ مریضوں کا خون گردے اور دوسرے اعضاء کاٹ کر فروخت کر رہا ہے۔ (۲۳)

۳- ٹائم آف امریکہ ۔ ۵ ستمبر ۱۹۹۴ء

ایشیاء واچ کے حوالے سے ٹائم آف امریکہ کی ۵ ستمبر ۱۹۹۴ء کی ایک رپورٹ کے مطابق چین میں سزائے موت کے مجرموں کے اعضاء نکال لئے جاتے ہیں جو زیادہ تر گردے اور قرنیہ ہوتے ہیں۔ بیشتر معاملات میں مجرم کی موت واقع ہونے سے قبل ہی یہ اعضاء نکال لئے جاتے ہیں (۲۴)

ٹائم ہی کی ایک رپورٹ کے مطابق بھارت کے شہر بنگلور میں انسانی اعضاء کے کاروبار نے ایک گھناؤنی شکل اختیار کی ہے۔ یہاں کچھ مزدوروں کو ان سے خون لینے کے بہانے ہسپتال میں داخل کیا گیا اور جب ان کو ہسپتال سے فارغ کیا گیا تو ان پر انکشاف ہوا کہ انکا ایک گردہ بھی نہیں۔ یعنی اس دوران ان کو ان کے ایک گردے سے بھی محروم کر دیا گیا۔ جس کو بعد میں ڈاکٹروں کی ملی بھگت سے فروخت کر دیا جاتا ہے۔ اس رپورٹ

کے مطابق شروع میں انسانی اعضاء کی خرید و فروخت کا کاروبار بمبئی تک محدود تھا مگر آہستہ آہستہ بھارت کے دیگر علاقوں تک پھیل گیا۔ غربت کے ہاتھوں تنگ لوگ اپنا ایک گردہ بیچ دیتے ہیں۔ ایک بستی جس میں تقریباً تمام باسیوں نے اپنا ایک گردہ بیچ دیا ہے کا نام ہی اس سے موسوم کر دیا گیا ہے (۲۵)

۴۔ سی این این

امریکی خبروں کے چینل ٹیلی ویژن سی این این کے مطابق بھارت میں ایک ایسی بستی ہے جہاں تمام بالغ باشندے عورت اور مرد صرف ایک گردے پر گزارہ کر رہے ہیں کیونکہ ایک گردہ اپنی عسرت اور تنگدستی کے باعث وہ بیچ چکے ہیں اور ان گردوں کے زیادہ تر خریدار عرب شیوخ ہیں۔

ایک رپورٹ کے مطابق اس گھناؤنے کاروبار نے یہاں تک شکل اختیار کی ہے کہ افریقہ کے غریب ممالک سے بچوں کو خرید کر ان کے گردے مہنگے داموں بیچ دیئے جاتے ہیں۔ ایسی مثالیں بھی سامنے آئی ہیں کہ بچوں کو اس مقصد کیلئے خرید لیا جاتا ہے کہ ان کے گردے بیچ دیئے جائیں۔

حاصل کلام

۱۔ انسانی شرف و تکریم کے پیش نظر شریعۃ اسلامیہ نے انسانی اعضاء سے کسی بھی طور پر انتفاع و استفادہ ناجائز قرار دیا ہے۔ انسانی عضو کا استعمال تداوی اور علاج کی خاطر بھی حرام ہے۔ حالت اضطرار میں بھی یہ کسی انسان کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنی زندگی کی خاطر دوسرے انسان کا عضو قطع کر کے استعمال کرے۔ انسانی اعضاء کی بیع شراء جائز نہیں کیونکہ وہ مال کی تعریف سے خارج ہے۔ اسی طرح انسانی اعضاء کا ھبہ یا عطیہ بھی ناجائز ہے کیونکہ ھبہ اور عطیہ صرف مال متقوم کا جائز ہے۔ البتہ مرنے کے بعد انسانی قرنیہ اگر دوسرے انسان کے کام آسکے تو اس کی پیوند کاری میں حرج نہیں جیسا کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے اس بارے میں وضاحت کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عطیہ خون میں حرج نہیں جبکہ یہ اشد ضرورت کے تحت ہو۔ البتہ اس کو کاروبار بنانا قطعی ناجائز ہے۔

۲۔ عملی طور پر اعضاء کی پیوند کاری کے انتہائی خطرناک نتائج سامنے آئے ہیں جس

میں بچوں پر ظلم ، پاگل مریضوں کے اعضاء کی قطع و برید، سزائے موت پانے والے افراد کے ساتھ غیر انسانی سلوک اور سب سے بڑھ کر یہ کہ غربت کے ہاتھوں تنگ لوگ کچھ پیسوں کے حصول کیلئے اپنی زندگیاں بیچنے پر مجبور ہیں۔

۳۔ طبی نقطہ نگاہ سے گردہ کی تبدیلی کوئی علاج کے زمرے میں شمار نہیں ہوتی۔ گردہ دینے والا شخص بسااوقات اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک ہی خاندان دو قیمتی زندگیوں سے محروم ہو گیا۔

۴۔ اعضاء کی پیوند کاری خطرناک بیماریوں ایڈز وغیرہ کے پھیلنے کا باعث بن رہی ہے۔

انسانی شرف و تکریم کا تقاضا ہے کہ زندہ انسانوں کے اعضاء کی تبدیلی، کانٹ چھانٹ، اور خرید و فروخت پر مکمل پابندی لگا کر انسان اور انسانی اعضاء کو مال تجارت بننے سے روکا جائے ورنہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ بعض انسان سستے ہوں گے اور بعض مہنگے۔ آہستہ آہستہ سستے انسانوں کی تمام چیزیں مہنگے انسانوں کو منتقل ہو جائیں گی اور نوبت یہاں تک پہنچے گی کہ ایک مہنگے انسان کو زندہ رکھنے کیلئے کئی سستے انسان خرچ کرنے ہوں گے۔

اقوام متحدہ کے کمیشن برائے انسانی حقوق نے انسانی اعضاء کی خرید و فروخت کو غلامی کی نئی شکل سے تعبیر کیا ہے اور اس کے خلاف جدوجہد کو تیز کرنے کا اعلان کیا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ شریعۃ اسلامیہ میں انسانی اعضاء کی کسی بھی غرض سے قطع و برید حرام ہونے کے باوجود امت مسلمہ تاحال اس بارے میں کسی ضابطہ وقانون سے محروم ہے۔

حواشی وحوالاجات

۱۔ القرآن الحکیم سورۃ الاسراء:۱۷

۲۔ سورۃ البقرہ:۱۹۵

۳۔ صحیح بخاری از امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، فرید بکسٹال، اردو بازار لاہور، ج:۱، ص:۵۵۴

۴۔ ایضاً

۵۔ فتح الباری از امام حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی (۷۷۳-۸۵۴ھ)

۶۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز، ج:۱، ص:۵۵۴

۷۔ صحیح بخاری کتاب البیوع، ج:۱، ص:۸۱۹

۸۔ بدائع الصنائع از علامہ علاؤالدین ابی بکر بن مسعود الکاسانی، سعید کمپنی پاکستان چوک، کراچی، ج:۷، ص:۱۷۷

۹۔ النافع الکبیر شرح الجامع الصغیر، از ابی الحسنات عبد الحی لکھنوی (۱۲۶۴-۱۳۰۴ھ) ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراتشی، پاکستان، ص:۲۷۰

۱۰۔ بدائع الصنائع از علامہ علاؤالدین ابی بکر بن مسعود الکاسانی، سعید کمپنی پاکستان چوک، کراچی، ج:۵، ص:۱۴۰

۱۱۔ الجامع الصغیر از امام ابی عبداللہ محمد بن الحسن الشیبانی (۱۳۲-۱۸۹ھ) ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراتشی، پاکستان، ص:۲۷۰

۱۲۔ الانصاف، از علامہ علاؤالدین ابی الحسن بن سلیمان المرداوی احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۴۰۰ھ-۱۹۸۰ء، ج:۴، ص:۲۷۰

تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، علامہ فخرالدین عثمان بن علی الزیلعی مکتبہ امدادیہ ملتان، ج:۴، ص:۱۲-۱۸

کتاب الفقہ علی مذاھب الاربعۃ، از عبد الرحمن الجزیری، مکتبہ تجارۃ الکبریٰ مصر، ج:۲، ص:۱۶۴

البحر الرائق شرح کنز الدقائق از ابن نجیم، مکتبہ الماجدیہ کوئٹہ، ج:۵، ص:۲۵۹
۱۳- بدائع الصنائع ج:۶ ص:۱۱۹
۱۴- التشریع الجنائی الاسلامی، از عبد القادر عودہ دار احیاء التراث العربی
ج:۱، ص:۵۷۸
۱۵- کتاب المبسوط از شمس الدین السرخسی دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر بیروت لبنان
ج:۲۴، ص:۴۸
۱۶- ایضاً
۱۷- بزازیہ حاشیۃ ھندیۃ ج:۳، ص:۴۰۴
۱۸- بحر الرائق ج:۸، ص:۲۳۳
۱۹- انسانی اعضاء کی پیوند کاری شریعت اسلامیہ کی روشنی میں از مولانا مفتی محمد شفیع
صاحب، دار الاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی، ص:۱۳، ص:۲۶۹-۲۷۰
۲۰- اسلامی نظریاتی کونسل رپورٹ برائے سال ۱۹۸۴ء حکومت پاکستان۔ نیز
ملاحظہ ہو "رپورٹ استفسارات ۱۹۶۲ء تا ۱۹۸۴ء اسلامی نظریاتی کونسل،
اسلام آباد، ۳۰ مئی ۱۹۸۴ء ص:۸۶
۲۱- قراردادیں اور سفارشات، اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ (۱۹۸۴ء-۱۹۹۲ء) جدہ
سعودی عرب ص:۷۳
۲۲- روزنامہ پاکستان، لاہور ۲-دسمبر ۱۹۹۱ء
۲۳- روزنامہ جنگ، راولپنڈی، ۱۲ مارچ ۱۹۹۲ء
۲۴- ھفت روزہ ٹائم امریکہ ۵ ستمبر ۱۹۹۴ء
۲۵- ھفت روزہ ٹائم امریکہ ۲۰ فروری ۱۹۹۵ء